22

ہر مصیبت، ہر خوف اور ہر حملہ تمہاری طاقت میں اضافہ کا موجب ہونا چاہیے

(فرمودہ 27 جون 1952ء بمقام ربوہ)

تشہّد ،تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''موسم کی تبدیلی کے ساتھ دو تین دن سے مجھے دورانِ سر کی تکلیف ہے۔ انسان جب ضُعف کی طرف جاتا ہے تو ہر تغیر اُس کے لئے تکلیف دہ ہی ہوا کرتا ہے۔ جب جُھلسنے والی گرمی پڑتی تھی تو میں گھر میں کہا کرتا تھا کہ اصل تکلیف دہ تو یہ گرمی ہے جب برساتی ہوا چلنے لگ جائے گی تو انسان گرمی کو برداشت کرنے لگ جائے گا۔ لیکن جب برساتی ہوا چلنے لگی تو معلوم ہوا کہ میرے لئے یہ موسم بھی خطرناک ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب صحت کا توازن بگڑ جاتا ہے تو ہر چیز اس کے لئے بُری بن جاتی ہے۔ بہرحال انسان نے کام کرنا ہے وہ خواہ کسی حالت میں ہو اُسے اپنا فرض ادا کرنا ہے۔ ایک ایسے شخص کے لئے جو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتا ہے اس کے لئے ایسا کرنا نہایت ضروری ہوتا ہے اور اس حالت کو نظر انداز کرنا یا تکلیف کی حِس کو کم کرنا اُس کا فرض ہوتا ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے

کسی کی شبِ ہجر روتے کٹے ہے
کسی کی شبِ وصل سوتے کٹے ہے

ہماری یہ شب کیسی شب ہے الٰہی
نہ روتے کٹے ہے نہ سوتے کٹے ہے

یعنی کوئی مہجور ایسا ہوتا ہے جو اپنے محبوب سے دور ہوتا ہے وہ اس کی یاد میں رو رو کر رات کاٹ دیتا ہے۔ اور کسی کو اپنے محبوب کا قُرب اور وصال حاصل ہوتا ہے تو وہ خوشی میں سوسو کر اپنی رات گزار دیتا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ میری شبِ ہجر کیسی ہے کہ نہ تو یہ سوئے کٹتی ہے اور نہ روتے کٹتی ہے۔ اِسی طرح جب انسان کی صحت گر جاتی ہے اور اس کی عمر تنزل کی طرف جاتی ہے تو اس کے لئے درحقیقت کسی تبدیلی سے کسی اچھے امکان کا پیدا ہونا ناممکن ہوتا ہے۔ جو جو تبدیلی بھی ہوتی ہے اُس کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے کیونکہ بیماری اس کے اندر ہوتی ہے اور وہ ظاہری تغیرات پر قیاس کرتا ہے کہ شاید کسی نہ کسی تغیر پر وہ صحت کی طرف قدم اٹھانے لگ جائے۔ لیکن ہر ظاہری تغیر اس کے لئے تکلیف کا موجب ہوتا ہے۔

جو قانون انسانی جسم کے متعلق جاری ہے وہی قانون قوموں کے متعلق بھی پایا جاتا ہے۔ جب قومیں تندرست ہوتی ہیں، جب قومیں اپنی اُٹھان کے وقت میں ہوتی ہیں تو ہر تغیر ان کے لئے ایک نیک نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ اگر ان کا دشمن بھاگتا ہے تب بھی وہ جیتتی ہیں اور اگر ان کا دشمن حملہ کرتا ہے تب بھی وہ جیتتی ہیں۔ غرض کوئی تغیر ان کے لئے تکلیف کا موجب نہیں ہوتا۔ دوسرے لوگ، جب ان کے دشمن جمع ہوتے ہیں یا مخالف اُن پر حملہ کے لئے تیار ہوتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک مصیبت اور ابتلاء ہے۔ لیکن قرآن کریم صحابہؓ کے متعلق فرماتا ہے کہ جب جنگِ احزاب کے موقع پر چاروں طرف سے دشمن مدینہ پر چڑھ آئے، جب اندر کے دوست بھی دشمن سے مل گئے اور باہر والے غیر متعلق لوگ بھی دشمن کے ساتھ مل گئے اور مسلمان اس حد تک خطرات میں گھر گئے کہ منافق جیسے بزدل لوگوں نے بھی یہ کہنا شروع کر دیا کہ نکلے تھے دنیا کو فتح کرنے لیکن اب ان کو پاخانہ کرنے کو بھی جگہ نہیں ملتی 1۔ تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مومن اُس وقت اپنے ایمان میں اَور بھی بڑھ گئے اور ان کی خوشی اَور ترقی کر گئی۔ اور وہ کہنے لگے کہ یہ مصائب تو وہی ہیں جن کی خدا تعالیٰ نے ہمیں پہلے سے خبر دے رکھی تھی۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں پہلے سے بتا دیا تھا کہ لوگ تمہیں تباہ کرنے اور مٹانے کے لئے اکٹھے ہوں گے 2۔

قرآن کریم کی یہ پیشگوئی کس طرح سچی ثابت ہوئی ہے۔ غرض بجائے اس کے کہ دشمن کا

اجتماع اور اتحاد اور اس کا حملہ مومنوں کے دلوں کو کمزور کرتا یہ خبر سن کر اُن کے دل اَور بھی مضبوط ہو گئے۔ بجائے اس کے کہ اُن کے ایمان متزلزل ہوتے وہ اَور مضبوط ہو گئے۔ اسلام پر یہ دن جوانی کے تھے۔ ہر چیز، ہر مصیبت اور ہر ابتلاء جو اُن پر آتا تھا مسلمان اسے ہضم کر جاتے تھے اور وہ ان کے لئے ایمان میں ترقی کا موجب ہوتا تھا۔ پھر اسلام پر تنزل کا وقت آیا تو ہر مصیبت اور ہر ابتلاء جو اُن پر آیا وہ ان کی کمزوری کا موجب ہوا۔ یا تو ہر مصیبت اور ابتلاء ان کے ایمانوں کو بڑھا دیتا تھا اور یا پھر اسلام کے اضمحلال کے زمانہ میں ہر مصیبت جو اسلام پر آئی وہ مسلمانوں کے لئے نقصان کا موجب ہوئی۔

جب اسلام ظاہر ہوا عیسائیت زوروں پر تھی۔ اسلام کے ظہور کے قریب ترین زمانہ میں بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہی عیسائیوں کو ایک عظیم الشان سلطنت پر فتح حاصل ہوئی تھی یعنی روم نے ایران کو شکست دی تھی۔ اس طاقت اور قوت کے زمانہ میں اسلام اٹھا، پھیلا، اور روم کی سلطنت سے ٹکرایا اور رومیوں کو ایک حد تک پیچھے دھکیل دیا۔ لیکن ابھی دشمن موجود تھا، ابھی اسے طاقت اور تنظیم حاصل تھی، ابھی وہ دنیا میں زبردست شہنشاہیت سمجھی جاتی تھی کہ مسلمانوں نے آپس میں لڑنا شروع کر دیا۔ حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا۔ حضرت علیؓ کے مقابلہ میں مسلمانوں کا ایک حصہ کھڑا ہو گیا۔ روم کے بادشاہ نے چاہا کہ وہ مسلمانوں کے اس تفرقہ سے فائدہ اٹھائے اور ان پر حملہ کر دے تا وہ اپنی کھوئی ہوئی طاقت کو دوبارہ حاصل کر سکے۔ جب بادشاہِ روم کا مسلمانوں پر حملہ کرنے کا ارادہ ہوا تو ایک پادری نے جو مسلمانوں کے علاقہ میں رہ چکا تھا اور ان کی حالت سے واقف تھا بادشاہ کو کہا میں ایک بات کہنی چاہتا ہوں، اس کے بعد آپ جو چاہیں کریں۔ میں مسلمانوں کے علاقہ میں رہ چکا ہوں اور ان کے حالات قریب سے دیکھ چکا ہوں۔ وہ پادری عیسائی تھا مسلمان نہیں تھا۔ وہ بُغض و کینہ میں دوسرے عیسائیوں سے کم نہیں تھا۔ لیکن سیاسی لحاظ سے وہ سمجھتا تھا کہ مسلمانوں پر حملہ کرنا اچھا نہیں۔ اس نے مثال گندی دی لیکن اس کے نقطہ نگاہ سے وہ مثال درست تھی۔ اس نے بادشاہ سے کہا آپ دو کتّے لیجئے اور ان کو کچھ دن بھوکا رکھئے۔ پھر ان کے آگے گوشت ڈالئے۔ چنانچہ کتّے بھوکے رکھے گئے اور پھر ان کے آگے گوشت ڈالا گیا۔ کتّے کو عادت ہوتی ہے کہ وہ دوسرے کو کھاتا دیکھ نہیں سکتا۔ کتّوں نے جب گوشت دیکھا تو ایک دوسرے کو دیکھ کر غرّانے لگے اور غرّانے کے

بعد ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے۔ پادری نے کہا اب ایک شیر منگوایئے اور اسے ان کُتوں پر چھوڑ دیجئے۔ چنانچہ شیر منگوایا گیا اور کُتوں پر چھوڑ دیا گیا تو دونوں کُتے اپنی پیٹھ جوڑ کر اُس کا مقابلہ کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اس پادری نے کہا جو حالت ان کُتوں کی ہے وہی حالت مسلمانوں کی ہے۔ آپ کو خبر مل رہی ہے کہ (حضرت) علیؓ اور (حضرت) معاویہؓ آپس میں لڑ رہے ہیں۔ لیکن اُن کی لڑائی ذاتی ہے۔ جب اسلام پر مصیبت آئی تو دونوں اکٹھے ہو جائیں گے۔ اگر جانور مصیبت کے وقت اپنا اختلاف بھول جاتے ہیں تو مسلمان جو ایک زندہ قوم ہے آپ کے حملہ ہونے پر کیوں نہ اکٹھا ہو جائیں گے۔ روم کے بادشاہ نے اس پادری کی بات پر زیادہ توجہ نہ دی اور مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری شروع کر دی۔ جب معاویہؓ کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت علیؓ اور ان کی آپس کی لڑائی کو دیکھ کر بادشاہِ روم ان پر حملہ کرنا چاہتا ہے اور اس تفرقہ سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے تو چونکہ سب سے پہلے معاویہؓ کا علاقہ ہی آتا تھا انہوں نے اپنا ایک ایلچی بادشاہِ روم کے پاس بھیجا اور کہا میں نے سنا ہے کہ تمہارا مسلمانوں پر حملہ کرنے کا ارادہ ہے۔ لیکن یاد رکھو کہ اگر تم نے اسلامی ممالک پر حملہ کیا تو سب سے پہلا جرنیل جو حضرت علیؓ کی طرف سے تمہاری فوجوں کے مقابلہ میں آئے گا وہ میں ہوں گا۔ 3 حضرت معاویہؓ نے یہ نہیں کہا کہ سب سے پہلے میں تم سے لڑوں گا بلکہ یہ کہا کہ لڑیں گے تجھ سے حضرت علیؓ ہی لیکن میں علیؓ کا جرنیل ہونے کی حیثیت سے تم سے لڑوں گا اور سب سے پہلے میں تمہارے مقابلہ میں آؤں گا۔ یعنی ہمیں اُس وقت ساری رقابت بھول جائے گی اور ہم اکٹھے ہو کر تمہارا مقابلہ کریں گے۔ بادشاہِ روم کو جب یہ خبر پہنچی تو اس نے اسلامی ممالک پر حملہ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا اور مسلمانوں کا یہ ضُعف بھی اُن کی شوکت کا موجب ہوا۔ اگر مسلمانوں میں تفرقہ نہ ہوتا تو یہ شوکت ظاہر نہ ہوتی اور کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکتا کہ مسلمانوں پر جوانی کا وقت ہے۔ اس وقت ان کا تفرقہ اور ضُعف بھی ان کی طاقت کا موجب ہے۔ یہ دن اسلام کی اُٹھان کے ہیں۔ اِس وقت جو چیز بھی آئے گی مسلمانوں کی طاقت کا موجب ہو گی۔ جب انسانی معدہ اچھا ہوتا ہے تو وہ چنے کھاتا ہے تو ہضم ہو جاتے ہیں، وہ ماش کھاتا ہے تو ہضم ہو جاتے ہیں، وہ گوشت کھاتا ہے تو ہضم ہو جاتا ہے، وہ روٹی کھاتا ہے تو ہضم ہو جاتی ہے۔ غرض ہر چیز جو وہ کھاتا ہے اُس کے اندر طاقت پیدا کرتی ہے۔ لیکن جب انسانی معدہ خراب ہو تو وہ پلاؤ کھائے گا تب بھی بیمار ہو جائے گا، وہ مرغ کھائے گا تب بھی بیمار

ہو جائے گا، وہ روٹی کھائے گا تب بھی بیمار ہو جائے گا۔غرض ہر چیز جو وہ کھاتا ہے اس کی صحت کو نیچے گرا دیتی ہے۔لیکن جس نوجوان کا معدہ ٹھیک ہو چکا ہے اُسے چچوڑی 4 ہوئی ہڈیاں دے دی جائیں، اُسے دال دے دی جائے، اُسے مڈھل 5 کی روٹی دے دی جائے تو وہ اس کے اندر طاقت پیدا کرتی ہے۔پس جوانی کی علامتوں اور اس کے زمانے میں اور کمزوری کی علامتوں اور اس کے زمانے میں فرق ہوتا ہے۔تمہارا زمانہ بھی جوانی کا ہے۔قوم کی عمر انسان کی عمر کے برابر نہیں ہوتی۔قوم کی عمر انسانی زندگی سے بہرحال زیادہ ہوتی ہے۔

سلسلہ احمدیہ اور میری عمر ایک ہی ہے۔جس سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا ہے اور بیعت لی ہے میں اُسی سال پیدا ہوا تھا۔گویا جتنی میری عمر ہے اُتنی عمر سلسلہ کی ہے۔لیکن افراد کی عمروں اور قوم کی عمر میں فرق ہوتا ہے۔ایک فرد اگر 70 یا 100 سال زندہ رہ سکتا ہے تو قومیں 300، 400 سال تک زندہ رہ سکتی ہیں۔اگر تین سو سال بھی کسی قوم کی زندگی رکھ لی جائے تو اُس کی جوانی کا زمانہ اُس کے چوتھے حصہ کے قریب سے شروع ہوتا ہے۔اگر ایک انسان کی عمر 72، 74 سال فرض کر لی جائے تو اس کی عمر کے چوتھے حصہ سے جوانی شروع ہوتی ہے۔یعنی 18، 19 سال سے انسان جوانی کی عمر میں داخل ہوتا ہے۔اس طرح اگر کسی قوم کی عمر 300 سال قرار دے لی جائے تو اُس کی جوانی 75 سال کی عمر سے شروع ہوگی۔تمہاری عمر تو ابھی 13 سال کی ہے۔گویا تم ابھی جوان بھی نہیں ہوئے۔ہاں تم اُن دنوں کے قریب آ رہے ہو جب تم جوان ہو گے۔پس تمہارے حالات اُن قوموں سے مختلف ہونے چاہئیں جو بوڑھی ہو چکی ہیں جو اپنا زمانہ دیکھ چکی ہیں۔تمہارے لئے ہر خوف، تکلیف اور دشمن کا حملہ ایسا ہی ہونا چاہیے جیسے جوان آدمی کے لئے پتھر اور روڑے۔ایک جوان آدمی جو کچھ کھاتا ہے اُسے ہضم کر لیتا ہے اور وہ اُس کی طاقت کا موجب ہوتا ہے۔اِسی طرح تم بھی ابھی جوانی میں داخل ہو رہے ہو۔اس لئے ہر خوف، ہر حملہ اور ہر مصیبت تمہاری طاقت میں اضافہ کا موجب ہونی چاہیے۔جو دشمن اٹھے جو منصوبہ کرے تمہارے لئے ضُعف کا موجب نہیں ہونا چاہیے۔ایک جوان آدمی کے لئے سخت اور نرم غذا کا سوال نہیں ہوتا۔وہ جو کچھ کھائے گا اُس کی طاقت کا موجب ہوگا۔جانوروں میں دیکھ لو۔قطاۃ 6 ایک جانور ہے جو پتھر اور روڑے کھاتا ہے اور یہی پتھر اور روڑے اُس میں خون پیدا کرنے کا موجب ہوتے ہیں۔اِسی طرح انسانوں میں بھی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں

جو بڑی سخت چیزیں کھا جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک شخص پیرا نامی تھا جو پہاڑی تھا۔ نقرس کی وجہ سے اس کے گھٹنے جُڑ گئے تھے۔ اُس کے رشتہ داروں نے کہیں سے سنا کہ حضرت مرزا صاحب بڑے اچھے آدمی ہیں۔ کھانا بھی گھر سے دیتے ہیں اور علاج بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ اسے علاج کے لئے قادیان لے آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ اس کا علاج کریں۔ آپ نے فرمایا اس کی بیماری بہت پرانی ہے اس کے لئے لمبا علاج درکار ہے۔ انہوں نے کہا اچھا آپ علاج شروع کر دیں چنانچہ آپ نے علاج شروع کر دیا۔ لیکن وہ لوگ اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ آپ علاج کرتے رہے۔ جب وہ اچھا ہو گیا اور اس کے رشتہ داروں نے سنا کہ پیرا تندرست ہو گیا ہے تو وہ اُسے لینے کے لئے آ گئے۔ پہاڑیوں کو آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ پیرا جاہل تھا لیکن جب اُس کے رشتہ دار اُسے لینے کے لئے آ گئے تو اُس نے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ بیماری میں جو شخص میرے کام آیا ہے وہی میرا رشتہ دار ہے۔ چنانچہ وہ قادیان میں ہی رہا اور وہیں فوت ہوا۔ وہ بڑا مضبوط نوجوان تھا۔ اُس کا جسم اتنا قوی تھا کہ اُسے مٹی کے تیل سے بھی طاقت حاصل ہوتی تھی اور وہ کہا کرتا تھا کہ تیل مٹی کا ہو یا سرسوں کا اس میں فرق ہی کیا ہے، ایک ہی چیز ہے۔ جب اُس نے یہ بات کہی تو لوگوں نے کہا اچھا مٹی کا تیل پی جاؤ تو وہ مٹی کا تیل پی لیتا تھا اور وہ اس سے بیمار نہیں ہوتا تھا۔ باہر سے لوگ آتے اُسے چار آنے کے پیسے دیتے اور کہتے مٹی کا تیل پی کے دکھاؤ تو وہ پی جاتا۔ بلکہ وہ کہا کرتا تھا اِس کا مزہ اچھا ہے چاہے دال میں ڈال کر کھا لو۔ چنانچہ وہ دال میں مٹی کے تیل کی بوتل ڈال کر کھا لیتا تھا اور وہ اسے نقصان نہیں دیتا تھا بلکہ اُس کی طاقت کا موجب ہوتا تھا۔ غرض جوان آدمی کو ہر چیز طاقت دیتی ہے۔

یہی حال جوان قوموں کا بھی ہے۔ ان کی مثال بھی انسان کی طرح ہی ہے۔ ہر دکھ اور ہر تکلیف ان کے لئے کھاد کی طرح ہوتی ہے۔ اور تمہاری مثال تو ایک ایسے شخص کی طرح ہے جو ابھی جوان ہو رہا ہے۔ تم تو ابھی پوری جوانی کو بھی نہیں پہنچے۔ کُجا یہ کہ تم میں بڑھاپے کے آثار پیدا ہو جائیں۔ تمہاری عمر ابھی وہ بھی نہیں کہ جب انسان اپنی طاقت کی انتہاء کو پہنچتا ہے۔ پھر طاقت کا زمانہ بھی لمبا ہوتا ہے۔ اگر انسان 18 سال کا جوان ہوتا ہے تو اِس سے ڈیوڑھا عرصہ

اُس کی جوانی میں لگتا ہے۔یعنی 27 سال اس کی جوانی کے ہوتے ہیں گویا 45 سال کا انسان ہو تب اُس میں کمزوری کے آثار پیدا ہونے چاہئیں۔ بلکہ بڑھاپا تو اس سے بھی بعد میں آتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں ساٹھا باٹھا۔ گویا اگر قومی لحاظ سے 75 سال کے بعد تم جوان ہو تو 75+35=110 سال تمہاری جوانی کی عمر ہوگی۔ گویا اگر ضعف کے آثار تم میں پیدا ہوں تب بھی 185 سال کے بعد پیدا ہونے چاہئیں اور یہ ایک صدی سے زیادہ بھرپور جوانی کا وقت ہوگا۔ اور پھر نیم جوانی کا وقت 75 سال اَور سمجھ لو۔ گویا ڈیڑھ صدی یا پونے دوصدیوں کے بعد اضمحلال کا زمانہ شروع ہوگا۔ پھر مرتے مرتے بھی قومیں وقت لیتی ہیں۔ یہ نہیں ہوتا کہ انسان ساٹھ سال کا ہوتے ہی سوٹا پکڑ لے۔ بلکہ وہ آہستہ آہستہ کمزوری کی طرف بڑھتا ہے اور دیکھتے دیکھتے بغیر کسی خیال کے اس کی حالت تبدیل ہوتی جاتی ہے۔ یہی حال قوموں کا ہے۔

ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ ابھی جوان بھی نہیں ہوئی۔ اِس پر ابھی وہ زمانہ ہے کہ جب انسان کچھ بھی کھالے تو وہ اسے ہضم ہو جاتا ہے۔ ہزاروں مخالفتیں ہوں، مصائب ہوں، ابتلاء ہوں، یہ اس کی قوت کے بڑھانے کا موجب ہونے چاہئیں کمزوری کا موجب نہیں۔ اگر تم اس چیز کو سمجھ لو تو یقیناً تمہارے حالات اچھے ہو جائیں گے۔ جو لوگ جسمانی بناوٹ کے ماہر ہیں ان کا خیال ہے کہ انسانی جسم اس یقین کے ساتھ بڑھتا ہے کہ اس کی طاقت بڑھ رہی ہے۔ طاقت کا مشہور ماہر سینڈو[7] گزرا ہے۔ اس نے طاقت کے کئی کرتب دکھائے ہیں اور کئی بادشاہوں کے پاس جا کر اس نے اپنی طاقت کے مظاہرے کئے ہیں۔ اس نے ایک رسالہ لکھا ہے کہ مجھے ورزش کا کہاں سے خیال پیدا ہوا اور میرا جسم کیسے مضبوط ہوا۔ وہ لکھتا ہے کہ مجھے ایسے رنگ میں کام کرنے کا موقع ملتا تھا کہ میرے بازو بنیان سے باہر رہتے تھے۔ میں نے ایک دن اپنے بازو دیکھ کر خیال کیا کہ میرے بازو مضبوط ہو رہے ہیں۔ اس خیال کے آنے کے بعد میں نے ورزش شروع کر دی اور آہستہ آہستہ میرا جسم مضبوط ہوتا گیا۔ سینڈو کا یہ خیال تھا کہ ورزش لنگوٹا باندھ کر کرنی چاہیے تا ورزش کرنے والے کی نظر اُس کے جسم کے مختلف حصوں پر پڑتی رہے اور اسے یہ خیال رہے کہ اس کا جسم بڑھ رہا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ میں نے لنگوٹا باندھ کر ورزش شروع کی۔ میں ہمیشہ یہ خیال کرتا تھا کہ میرے جسم کا فلاں حصہ بڑھ رہا ہے اور مجھ پر یہ اثر ہوا کہ صحت کی درستی خیال کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ جب تک انسان کا خیال اس کی مدد نہیں کرتا اُس کا

جسم مضبوط نہیں ہوتا۔ اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ ورزش کرنے والا اپنے جسم کو دیکھ رہا ہو۔ یہ نہایت کامیاب اصل ہے۔ ہزاروں نے اس کا تجربہ کیا ہے اور اسے کامیاب پایا اور انہوں نے اپنے جسموں کو درست کیا۔ تمہیں بھی اٹھتے بیٹھتے یہ خیال رکھنا چاہیے کہ تم ہمت محسوس کر رہے ہو اور تمہیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ تم تو ابھی جوان بھی نہیں ہوئے۔ تمہاری عمر ابھی 63 سال کی ہے۔ اور اگر تمہاری کم سے کم عمر بھی قرار دے لی جائے تو تم نے 75 سال کے بعد جا کر جوان ہونا ہے۔ اور پھر 150، 175 سال جوانی کے بھی گزرنے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی قوم کی عمر کو لیا جائے تو اُس کی جوانی کی عمر 500 سال کی تھی۔ 270 سال گزر جانے کے بعد اُن کی جوانی کا وقت شروع ہوا تھا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعو علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو وعدے کئے ہیں۔ اُن کے مطابق ہماری جوانی پہلے شروع ہوگی۔ بہرحال ہماری اُن سے کچھ مشابہت تو ہونی چاہیے۔ ممکن ہے ہماری جوانی کا وقت 100 یا سوا سو سال سے شروع ہو۔ اِس صورت میں جوانی کا زمانہ پونے دوسو سے اڑھائی سو سال تک کا ہوگا۔ یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ جن کی جوانی میں دیر لگتی ہے اُن کی عمریں بھی لمبی ہوتی ہیں اور جن کی عمریں چھوٹی ہوتی ہیں اُن کی جوانی بھی جلدی آتی ہے۔ جانوروں کو دیکھ لو۔ جن جانوروں کی عمر چار پانچ سال کی ہوتی ہے۔ اُن کی جوانی مہینوں میں ہوتی ہے اور جو جانور 27، 28 سال تک زندہ رہتے ہیں۔ اُن کی جوانی سالوں میں آتی ہے۔ گھوڑے کو لے لو۔ اس کی عمر بیس پچیس سال کی ہوتی ہے اور اس کی جوانی کی عمر کہیں چار سال سے شروع ہوتی ہے۔ لیکن بکری اور بلی چوتھے پانچویں ماہ جوان ہو جاتے ہیں۔ گویا جتنی کسی کی عمر چھوٹی ہوگی اُسی نسبت سے اُس کی جوانی پہلے آئے گی اور جتنی کسی کی عمر لمبی ہوگی اُسی نسبت سے اُس کی جوانی بھی بعد میں آئے گی۔ تمہاری زندگی کا لمبا ہونا مقدر ہے اور یہ نیک فال ہے کہ ابھی تمہاری جوانی کا وقت نہیں آیا۔ اگر تم 63 سال کی عمر میں بھی نیم جوانی کی حالت میں ہو تو معلوم ہوا کہ تمہاری عمر لمبی ہے۔ عمر اور جوانی میں کچھ نسبت ہوتی ہے۔ لمبی عمر ہو تو جوانی دیر سے آتی ہے اور اگر جوانی دیر سے آئے تو معلوم ہوا کہ عمر لمبی ہوگی۔ بہرحال اِس زمانہ تک جماعت احمدیہ کی ترقی نہ کرنا حیرت کا موجب نہیں۔ 63 سال جماعت پر گزر چکے ہیں۔ اگر 63 سال میں جماعت غالب نہیں آئی تو یہ خوشی کی بات ہے۔ عیسائیوں پر پونے تین سو سال میں جوانی آئی اور آج تک وہ پھیلتے چلے جا رہے ہیں۔ ایک لمبے

عرصہ تک انہیں مصائب جھیلنے پڑے، تکالیف برداشت کرنی پڑیں اور وہ غور و فکر کرتے رہے جس کی وجہ سے انہیں ہر کام کے متعلق غور کرنے اور فکر کرنے کی عادت پڑ گئی اور اس کے نتیجہ میں انہوں نے بعد میں شاندار ترقی حاصل کی۔

پس ہماری جماعت پر جوانی کا وقت آنے میں جو دیر لگی ہے اس کی وجہ سے ہمیں گھبرانا نہیں چاہیے۔ جوانی دیر سے آنے کے یہ معنی ہیں کہ جماعت کی عمر بھی لمبی ہوگی اور احمدیت دیر تک قائم رہے گی۔ یہ چیزیں تمہاری گھبراہٹ کا موجب نہیں ہونی چاہئیں بلکہ تمہیں خوش ہونا چاہیے کہ خدا تعالیٰ جماعت کو لمبی عمر دینا چاہتا ہے۔ تم سوچنے اور فکر کرنے کی عادت ڈالو۔ تمہاری طاقت، تمہارا ایمان، تمہاری قوتِ مقابلہ اور عقل سوچنے سے بڑھے گی۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ بہت سے لوگ حقائق پر سے اس حالت میں گزر جاتے ہیں کہ وہ اُن پر غور نہیں کرتے 8۔ پس تم ہر چیز پر غور کرو اور فکر کرو کیونکہ جو شخص بغیر فکر کی عادت پیدا کرنے کے مرتا ہے وہ جانور کی موت مرتا ہے۔ وہ انسان کی موت نہیں مرتا۔ بلکہ بلی، گھوڑے اور گائے کی موت مرتا ہے۔ انسان وہ ہے جو ہر بات پر غور کرتا ہے اور اس سے نتیجہ اخذ کرتا ہے اور پھر اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنے کی عادت ڈالتا ہے۔"

حضور نے فرمایا:

"میں نماز کے بعد بعض جنازے پڑھاؤں گا۔

1. مہاشہ محمد عمر صاحب مبلغ کے لڑکے عزیز احمد جماعت ہشتم فوت ہوگئے ہیں۔ مرحوم امتحان دینے جارہا تھا کہ گاڑی کی لپیٹ میں آ گیا اور فوت ہوگیا۔ جنازہ میں بہت کم لوگ شریک ہوئے۔
2. چودھری دین محمد صاحب مدار ضلع شیخوپورہ میں فوت ہوگئے ہیں۔ مرحوم جمعدار فضل الدین صاحب اوورسیئر کے چچا تھے۔ جنازہ میں بہت کم لوگ شریک ہوئے۔
3. سردار حق نواز صاحب صحابی تھے۔ سردار نذیر حسین صاحب کے ماموں تھے۔ جنازہ میں بہت تھوڑے لوگ شریک ہوئے۔
4. سراج الحق صاحب سب انسپکٹر پولیس۔ حاجی نصیر الحق صاحب کے چھوٹے بھائی تھے۔ جنازہ میں بہت کم لوگ شریک ہوئے۔
5. جیواں بیگم صاحبہ، کیپٹن شاہنواز صاحب کی خالہ تھیں، صحابیہ تھیں، جنازہ میں بہت کم لوگ شریک ہوئے۔

⑥ ارشاد احمد صاحب ربوہ اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی پھوپھی بھاگ بھری صاحبہ بیوہ امام بخش صاحب قادیانی فوت ہوگئی ہیں۔ مرحومہ اپنے بعض رشتہ داروں کو ملنے کے لئے گھسیٹ پور ضلع لائل پور میں آئی تھیں۔ وہاں چند دن بیمار رہ کر فوت ہوگئیں۔ مرحومہ صحابیہ تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ مرحومہ نے مرتے وقت یہ وصیت کی تھی کہ ان کا جنازہ میں پڑھاؤں۔

⑦ سعیدہ بانو صاحبہ بنت سید عبدالمجید صاحب مرحوم ماڈل ٹاؤن لاہور اطلاع دیتی ہیں کہ ان کے خاوند پیر عبد السلام صاحب تاج انسپکٹر ایگریکلچر وفات پا گئے ہیں۔ نماز جنازہ پڑھانے کی درخواست ہے۔

نماز کے بعد میں ان سب کا جنازہ پڑھاؤں گا۔'' (الفضل 12 جولائی 1952ء)

1: وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا (الاحزاب:23)

2: سیرت ابن ہشام جلد3 صفحہ 233 غزوۃ الخندق مطبوعہ مصر 1936ء

3: البداية و النّهاية جلد8 صفحہ 126 مطبوعہ بیروت 2001ء

4: **چچوڑی**: بار بار چوسی ہوئی۔

5: **مُڈھل**: ایک اناج جس کے دانے باریک ہوتے ہیں (پنجابی دی لغت مرتبہ تنویر بخاری صفحہ 1401 لاہور 1989ء)

6: **قطاۃ**: (قطا) کبوتر کے برابر ایک ریگستانی پرندہ، سنگ خوار (اردو لغت تاریخی اصولوں پر، جلد 14 صفحہ 280، کراچی)

7: **سینڈو**: (Sandow)(1867ء-1925ء) پورا نام Eugen Sandow تھا۔ مشہور جرمن باڈی بلڈر جو ''Father of Moderen Body Building'' کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ German Kingdom of Prussia میں Konigsberg میں پیدا ہوئے جو موجودہ دور میں روس کے شہر Kaliningrad کے نام سے جانا جاتا ہے۔ وفات لندن میں ہوئی۔ سینڈو نے باڈی بلڈنگ میں جدید ٹیکنیک کو متعارف کروایا۔

(وکی پیڈیا آزاد دائرہ معارف زیر لفظ ''Eugen Sandow'')

8: وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۔ (یوسف:106)